الفوائد الممتازة فی تحقیق حمل الجنازہ

تصنیف لطیف

حضور فیض ملّت مُفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مُفتی
نور اللہ مرقدہ
مُحمد فیض احمد اُویسی رضوی

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

اَلۡفَوَائِدُ الۡمُمۡتَازَۃُ

فِیۡ تَحۡقِیۡقِ

حَمۡلِ الۡجَنَازَۃِ

[جنازہ اُٹھانے کی تحقیق کے نمایاں فوائد]

از

فیضِ ملت ، آفتابِ اہلسنت ، امام المناظرین ، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

(رسالہ فیض مقالہ میں جنازہ اُٹھانے اور نہلانے کے حوالے سے بحث کی گئی ہے)

تخریج مع تحشیہ

اِدارہ تحقیقاتِ اُویسیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

استفتاء

السائل: محمد فیض الحسن فاروق قادری رضوی غفرلہ،

سرور والی ۳۸۲/گ ب ڈاک خانہ کلیانہ ۳۸۲/گ ب براستہ جڑانوالہ ضلع لائلپور۔

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیانِ شرع متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

۱۔جنازہ لے جاتے وقت میّت کا سر کس طرف ہو؟

۲۔اگر میّت کا سر لے جاتے وقت قبرستان کی طرف کیا جائے تو پاؤں قبلہ کی طرف سیدھے ہوتے ہیں اس وقت کیا کیا جائے جب کہ کعبۃُ اللہ کا ادب واحترام لازمی ہے۔اگر اس حالت میں بھی میّت کا سر قبرستان کی طرف کرنے کا حکم ہے تو ظاہراً کعبۃُ اللہ کی طرف پاؤں ہونے کے سبب اس بے ادبی کا کیا جواب ہے؟

۳۔ایک شخص مرتے وقت وصیّت کرتا ہے کہ جس جگہ میّت کا سر قبرستان کی طرف کرنے سے قبلہ کو پاؤں ہوں میرے پاؤں ہرگز قبلہ کو نہ کریں آیا اس وصیّت پر عمل کرنا چاہیئے یا نہیں؟

٤۔ایک ایسی آبادی ہے جس کے قبلہ کی طرف قبرستان ہے۔ایک صاحب نے نماز ادا کرنے کے بعد میّت کے پاؤں قبلہ اور قبرستان کو کرائے جب کہ پہلے میّت کا سر قبلہ و قبرستان کو کیا جاتا تھا مندرجہ بالا چاروں صورتوں کا جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمْ ﷺ

الجواب

تمہید: یہ مسئلہ جاہلوں میں اتنا اہم سمجھا جاتا ہے کہ جواز و عدمِ جواز پر ہاتھا پائی تک کی نوبت آجاتی ہے۔بلکہ شادی برادری اور علیک سلیک سے قطع تعلق ہو جاتا ہے اور نہ صرف اس پر بس ہوتی بلکہ جواز کے قائل کو عوام وہابی اور دیوبندی کے فتویٰ سے نوازتے ہیں فقیر کو تبلیغی دوروں کے اثناء میں مشاہدے ہوئے بلکہ بہت سے مقدمات کے فیصلے کرنے پڑے کہیں تو فیصلوں پر عدمِ جواز کے قائلین نے ہمیں اور ہمارے اکابرین کو بُرا بھلا کہا۔

وجہ تصنیف وتالیف

سب سے پہلے یہ مسئلہ فقیر کے پڑوس میں ایک دو دیہات میں فقیر کے ایک تلمیذ (شاگرد) کے جواز کی بات کرنے پر اُٹھا۔ فقیر نے اسے حکمتِ عملی اور کچھ دلائلِ علمی سے رفع دفع کیا پھر اس طرح کے کئی مواقع دیکھنے سُننے میں آئے۔

حکایت

ایک دفعہ فقیر شجاع آباد ضلع ملتان بستی مٹھو میں ایک جلسہ کی تقریب میں حاضر ہوا وہاں مولانا رسول بخش صاحب فاضل انوار العلوم کی برادری کے لوگ اور بستی کے بڑے سنجیدہ بزرگ آئے اور مولانا موصُوف کی شکایت پیش کی کہ مولانا صاحب مسئلہ مذکورہ میں جواز کے قائل ہیں اسی لیے ہم تمام برادری کے لوگ مولانا موصوف سے بائیکاٹ کر چکے ہیں اور آج بھی لوگ یہاں جلسہ پر نہیں آئے۔ ورنہ ہزاروں لوگ جلسہ پر آتے ہیں وہ صرف اسی لیے کہ ہم نے مولانا موصوف کے استاد علامہ کاظمی صاحب سے مدرسہ اظہر العلوم شجاع آباد کے جلسہ پر مولانا کی تقریر میں سُنا تھا کہ میّت کو اُٹھاتے وقت اگر اس کے پاؤں قبلہ کو ہو جائیں تو جائز ہے ہم لوگوں نے اس روز سے آپ اہلسنّت (بریلوی حضرات) کے جلسوں پر بھی آنا چھوڑ دیا ہے وہ صرف اس لیے کہ ان وہابیوں دیوبندیوں میں اور تم میں کونسا فرق ہے کہ وہ بے ادب اور تم بھی۔ فقیر نے ہر چند سمجھایا لیکن وہ پارٹی بضد رہی اور مولانا بھی ان کے اِفہام و تفہیم پر سخت تر رہے، سنا گیا ہے کہ اس مسئلہ میں ان لوگوں کے ساتھ ایسے پیش آتے ہیں جیسے بد مذہبوں سے اور کچھ اس وقت فقیر کو بھی مولانا نے نو دو گیارہ سُنا دیئے۔

واعظین ومبلّغین کی اقسام

اس واقعہ سے مُجھے واعظین و مبلغین سے دُکھ پہنچا کہ یہ حضرات دیہاتوں میں جا کر بجائے "كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدرِ عُقُولِهِم "[1] پر عمل کرنے کے ایسے دقیق (مشکل) مسائل چھیڑ دیتے ہیں کہ خود ان کو بھی ان مسائل کی بُوتک نصیب نہیں ہوتی۔ مثلاً وحدتُ الوُجود گی کی گہرائیوں میں پڑ جانا یا پھر عوام کی طبائع [2] کو دیکھیں گے کہ یہ حضرات کونسی باتوں سے خوش ہو کر ہماری تقریر کی داد بھی دیں گے یا چند لطیفے، رونا، رُلانا، ہنسنا، ہنسانا، ٹوٹکے، حکایت اور خوش طبعی ورنہ حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے قصے پر چُھرے چلانا[3]۔ تو کہیں نہیں گئے دو چار دوہڑے [4] وغیرہ وغیرہ سُنا کر دو چار نعرے لگوا کر یہ گئے وہ گئے اور ساتھ فرما گئے کہ فلاں دن فلاں مجلس و محفل وغیرہ وغیرہ کی تقریب پہ حاضر ہو جائیں گے نہ تحقیقِ مسئلہ اور نہ ہی عوام کی غلطیوں کی نشاندہی وغیرہ وغیرہ۔

واعظین ومبلّغین کی خامیاں

دراصل بعض حضرات نے اس کام کو پیشہ بنا رکھا ہے جس سے دین کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے ان میں اکثر حضرات سرے سے بد عملی کا شکار ہوتے ہیں اور مطالعہ کُتب کب نصیب؟ جبکہ کتابیں پڑھی بھی نہیں اگر پڑھی ہیں تو دیکھتے نہیں، موقعہ نہیں ملتا۔ عمداً کتابیں نہیں دیکھتے بلکہ بعض ان میں ایسے بے باک ہوتے ہیں کہ جاہلانہ ڈھکوسلے (بہانے) مارتے ہیں اور پھر ان پر نازاں ہوتے ہیں۔ فقیر نے ایک واعظ کو پاکستان میں کانوں سے سُنا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خِضری ملکا عنایت فرمایا ہے کہ کبھی کسی کتاب کو نہیں دیکھتا ہوں۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ جب منبر نبوی پر بیٹھتا ہوں تو نامعلوم ادراک (عقل) کیسے کھل جاتا ہے کہ عجیب و غریب نکتے بیان کرتا ہوں۔ حالانکہ یہ ان کی بڑ (بڑا بول یا مجنونہ باتیں) تھی ورنہ آں صاحب کی یہ کیفیت تھی کہ معراج شریف بیان کرتے ہوئے "اُدْنُ مِنّی" کے بجائے "اَدْنُ مِنّی"[5] پڑھتے تھے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ [6]"اسی طرح ہمارے ایک خطیبِ ملّت علامہ پاکستان کا حال ہے کہ اگر فقیر اُن کا نام لے لے تو پاکستان کے اکثر

---

[1] لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام (گفتگو) کرو۔ (عربی مقولہ ہے)

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب العلم، باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا، 204/2، الحديث125، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

[2] طبیعت کی جمع ہے۔

[3] بڑے چاقو کو کہتے ہیں، مراد اپنی طرف سے غلط واقعات سنانا۔

[4] چار مصرعوں والے اشعار

[5] یعنی ہمزہ پر پیش کی جگہ زبر پڑھتے جب کہ ابتدائی طالبِ علم بھی اِس سے واقف ہوتا ہے۔

[6] (القرآن الكريم پارہ 2سورة البقرة آية 156) ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا

علماء فقیر کا بائیکاٹ کردیں کیونکہ ہمارے اونچے طبقہ کے واعظ ہیں لیکن حالت یہ ہے کہ فقیر کو خط لکھتے وقت فقیر کے ایک تلمیذ بنام مولانا سیّد عبدالہادی شاہ صاحب کو سلام عبدالحادی لکھ دیا اور نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار۔

منصبِ وعظ کیا ھے؟

اس قسم کے علماؤں اور مُحِبّ مُقبّب [7] واعظوں نے دین کا بیڑا غرق کیا ہے حالانکہ علماءِ کرام ومشائخ عظام عوام کے لیے روحانی طبیب ہیں انہیں عوام کی بیماری کے ازالہ اور صحت کی کاروائی کرنی چاہئیے نہ کہ بیمار کی بیماری میں اضافہ کریں۔

علماء وواعظین سے معذرت!

اس سے واعظین ومبلّغین پر طعن وتشنیع مقصود نہیں بلکہ دردمندانہ داستان سنانا مطلوب ہے کہ یہ حضرات کشتی عوام کے ناخدا (کشتی چلانے والے) ہیں ان کی معمولی سی توجہ سے خلقِ خدا کی قسمت کا ستارا جاگ اُٹھتا ہے یہی کیفیت ہے کہ فقہ کے ایک معمولی سے معمولی مسئلہ کیوجہ سے بے جا ناچاقیاں اور نہ صرف دیہاتی علماء کرام سے نفرت بلکہ بات اکابر شخصیات پر طنز اور کشت وخون تک پہنچ گئی ہے اور یہ فقہ کے ایک معمولی اور نہایت چھوٹے مسئلہ کی مثال ہے۔ پھر بڑے بڑے معرکۃ الآراء اور نہایت اہم اور پھر عقائد کے متعلقات کا کیا حال ہوگا۔؟؟؟

مزید تاکید:

فقیر پھر بھی اس مسئلہ کو غیر ضروری سمجھ کر غیر مُلتَفَت (بغیر توجہ کے) رہا لیکن حضرت مولانا صاحب زادہ محمد فیض الحسن قادری رضوی زید مجدُہ کا گرامی نامہ ذیل جب پہنچا تو مجبوراً اس کے لیے قلم اُٹھانا پڑا گرامی نامہ کا مضمون یہ ہے۔

محترم المقام حضرت علامہ مولانا صاحب مدظلہ،

اَلسَّلَامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللّٰہِ

بندہ بخیریّت وطالب خیریّت ایک اِستفتاء (فتویٰ کا سوال وجواب) حاضرِ خدمت ہے مندرجہ بالا صورتوں کا جواب مدلّل ارسال فرمادیں باقی اگر اس موضوع اور ان سوالات کے پیشِ نظر ایک کتابچہ تحریر فرمادیں اور اس پر طباعت کی لاگت رکھیں تمام خرچ نہیں تو نصف خرچ بندہ دے گا ان شآءاللہ تاکہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر ہر اس مسئلے سے بُھولے بھٹکے کے لیے رہبری ہوسکے بیس (۲۰) پیسے کے ٹکٹ جواب کے لیے ارسال خدمت ہیں۔

فقط والسّلام

احقر العباد محمد فیض الحسن غفرلہ،

---

[7] یعنی اپنے دلفریب انداز بیان اور ظاہری حلیہ سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا ہوا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمه

مولانا کے ساتھ فقیر کے دو روحانی رشتے ہیں:

(۱) شیخ المشائخ خواجہ محکم الدّین سیرانی قدس سرہ، کے خلفیہ اعظم حضرت خواجہ نورالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ہیں۔

(۲) محدّثِ پاکستان استاذی المکرم سیدی علامہ مولانا محمد سردار احمد لائلپوری رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ باصفا ہیں۔بنابریں مجبوراً اس مسئلہ کی توضیح و تنقیح (وضاحت) مع تحقیق عرض کردی ہے ورنہ یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں کہ اس پر دلائل قائم کیے جائیں چونکہ یہ مسئلہ علمی دنیا میں محلِ نزاع (جھگڑے کا مقام) نہیں بلکہ عوام اور وہ بھی جہال [8] اور وہ بھی دیہاتی دنیا میں جھگڑے کا باعث ہے اسی لیے دلائل اسی طرز کے پیش کیے جارہے ہیں۔

۱۔ شریعتِ مطہرہ میں بعض صورتوں میں خواص و عوام کے لیے امتیاز رکھا گیا ہے جو مسائل عوام سے متعلق ہوتے ہیں انہیں خواص عمل میں نہیں لاسکتے مثلاً اوقاتِ مکروہہ میں اگر نوافل پڑھ رہے ہیں ہم انہیں روک نہیں سکتے[9] البتّہ ان کے پڑھنے کے بعد سنجیدگی سے مسئلہ سمجھا دیں گے اگر وہ سمجھ جائیں فبہا (مناسب ہے) ورنہ اُنہیں روکیں گے نہیں۔

۲۔ عید گاہ میں عید نماز سے پہلے خواص کے لیے نوافل مکروہ ہیں[10] مگر عوام کو ہم پڑھتے ہوئے روک نہیں سکتے۔

۳ جمعہ کی احتیاطی ظہر کے لیے ہم عوام کو مجبور نہیں کریں گے[11] کذا قال سیدی اعلحضرت بریلوی قدس سرہ. (فتاویٰ رضویہ)

٤ دیہات میں ہم جمعہ نہیں پڑھ سکتے اور جہاں قائم نہ ہو وہاں قائم بھی نہ کریں گے لیکن عوام کو منع نہ کریں گے۔[12] (فتاویٰ رضویہ ناقلاعن الدرالمختار)

بلکہ فرمایا دیہات کا جمعہ بند کرانا جاہلوں کا کام ہے۔ [13] (فتاویٰ رضویہ)

٥ بے نمازی اسی طرح حرام موت مرنے والا، قرضدار اور دیگر کبائر کے مرتکبین کے جنازے خواص نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں لیکن عوام پڑھیں کذا فی الفتاویٰ الرضویہ [14]

ان کے علاوہ اور متعدد مسائل ہیں جنہیں فقیر نے اپنے رسالہ "نشر الجوائز علی الاذکار امام الجنائز" میں عرض کردیا ہے۔

لیکن یہ امتیاز ان صورتوں میں ہے جن میں عوام کے بہک جانے یا غلط فہمی میں مبتلا ہونے یا مسئلہ کی دقّت میں پڑ جانے کا احتمال ہو ورنہ امتیاز کیسا بلکہ انہیں ہر چند تاریکی جہل سے نکالنا چاہیئے مگر حسنِ تدبیر سے نہ کہ زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ [15]

---

[8] جاہل کی جمع

[9] (بہارِ شریعت، نماز کے مسائل کا بیان، حصہ سوم، ص454، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

[10] (بہارِ شریعت، نماز کے مسائل کا بیان، حصہ سوم، ص457، مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

[11] (فتاویٰ رضویہ. کتاب الصلوۃ. مسئلہ262 . 115/5. رضا فاؤنڈیشن لاہور)

[12] (فتاویٰ رضویہ. کتاب الصلوۃ. مسئلہ1377 . 456/8. رضا فاؤنڈیشن لاہور)

[13] (فتاویٰ رضویہ. کتاب الصلوۃ. مسئلہ1384 . 456/8. رضا فاؤنڈیشن لاہور)

[14] (فتاویٰ رضویہ. کتاب الصلوۃ. مسئلہ262 . 115/5. رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ترجمہ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

حدیث شریف میں ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں پیشاب کر رہا تھا صحابہ کرام نے اسے دیکھ کر زجر و توبیخ فرمائی لیکن حضور ﷺ نے فرمایا: اسے کچھ نہ کہو جب وہ فارغ ہوا تو اسے بُلا کر آپ نے سمجھایا کہ مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت گاہیں ہیں ان کا احترام ضروری ہے آئندہ ایسا نہ کرنا۔ [16]

اس سے علماء کرام کو سبق ہے کہ جہال اور عوام کو مسائلِ شرعیہ سمجھائیں تو ان کو حکمتِ عملی اور خوش اخلاقی سے، مسجد میں پیشاب کتنا سخت گناہ ہے لیکن حضور ﷺ نے اعرابی کو سمجھانے میں حسنِ اخلاق اختیار فرمایا اس قسم کے واقعات احادیث میں بکثرت ہیں اس سے ثابت ہوا کہ عوام کو شرائع [17] و احکام کے اِفہام و تفہیم میں حکمتِ عملی کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

عوام کے اپنے گھڑے ہوئے مسائل اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ جن کا شمار محال تو نہیں ناممکن ضرور ہے چند ایک عوام کے مسائل ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اذانِ نماز کیلئے مشہور ہے کہ مسجد میں بائیں طرف ہو اور اقامت یعنی تکبیر داہنی طرف۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۔ عوام میں عام مشہور ہے کہ مرد عورت کے ساتھ کھانا نہ کھائے اور نہ ہی ایک دوسرے کا جوٹھا کھائیں پئیں اس لیے کہ اس طرح سے رضائی بہن بھائی ہو جاتے ہیں یہ خیال بھی غلط ہے۔

۳۔ عوام میں عام مشہور ہے کہ کسی کا ستر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔

٤۔ عوام میں یہ مشہور ہے کے کہ زچہ (جس عورت کے ہاں بچّہ پیدا ہو) جب تک غسل نہ کرے اس وقت تک اس کے ہاتھ کا کھانا درست نہیں یہ بھی غلط ہے۔

٥۔ عوام میں مشہور ہے کہ نماز میں دایاں (انگوٹھا) اُٹھ جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے یہ بھی غلط ہے۔

٦۔ عوام میں مشہور ہے کہ مسجد میں پگڑی بیٹھ کر باندھنی چاہیئے یہ بھی غلط ہے۔

۷۔ عوام کا خیال ہے کہ مُمانی اور چچی اور سوتیلی ساس سے نکاح ناجائز ہے یہ بھی غلط ہے۔

۸۔ عوام کا مسئلہ ہے کہ غصّہ یا دھمکانے کی نیّت سے طلاق نہیں پڑتی یہ بھی غلط ہے۔

۹۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چلتی ریل اور بس میں بیٹھ کر نماز جائز ہے حالانکہ یہ جہالت ہے کیونکہ ریل اور بس میں قیام اور جہتِ قبلہ نہیں رہتے ہاں ٹھہری ہو تو روبقبلہ (قبلہ کی جانب رخ کرکے) نماز پڑھے تو حرج نہیں اس کی تفصیل کے لئے فقیر کے رسالہ "تحفه الاخيار فی احکام السفر والقطار" المعروف گاڑی اور سفر کے احکام کا مطالعہ کیجئے۔

۱۰۔ حفاظ وغیرہ میں مشہور ہے کہ سورۃ توبہ پر کسی حالت بسم اللہ شریف نہیں پڑھی جاتی اور اس کی ابتدا کے لیے بھی انہوں نے ایک عبارت گھڑ رکھی ہے یہ محض غلط ہے بلکہ مسئلہ یوں ہے کہ سورت انفال ختم کر کے سورت توبہ پڑھے تو درمیان میں بسم اللہ نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں اگر تلاوت اسی سورت توبہ سے شروع کرے یا درمیان میں سے کچھ وقفہ کرکے پھر بقیہ سورۃ پڑھے تو بسم اللہ پڑھے تفصیل فقیر کی کتاب "احسن البیان فی مقدمة ترجمة القرآن"

---

[15] (القرآن الکریم پارہ 14 سورۃ النحل آیۃ 125)

[16] (سنن الْبَيْهَقِيِّ کتاب الصلاۃ باب نَجَاسَةِ الأَبْوَالِ وَالأَرْوَاثِ وَمَا خَرَجَ مِنْ مَخْرَجِ حَيٍّ)

[17] شریعت کی جمع ہے، مقصد یہ کہ شرعی مسائل میں

میں ہے ان کے علاوہ عوام کے درجنوں مسائل غلط ہیں ان کے خلاف کسی کو عمل کرتے دیکھتے ہیں تو اگرچہ عالمِ دین اور مفتیٔ شرعِ متین بھی کیوں نہ ہو تب بھی اسے بُرا سمجھتے بلکہ ممکن ہوتا ہے تو اس سے مناظرہ کے لیے تیار ہو جاتے ہیں مِنجملہ عوام کا یہ مسئلہ بھی انہی میں سے ہے جس کی تفصیل آتی ہے۔ان شاء اللہ تعالیٰ

عوام کو اپنے من گھڑت مسائل سے بہت پیار ہے اور ان پر سختی سے پابند ہوتے ہیں خصوصاً جن مسائل کو ادب سے تعلق ہو تو ان کے لیے جان اور آل و اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہوتے ہیں اگرچہ خود اس جیسی سینکڑوں بے ادبیوں میں گرفتار ہوتے ہیں جن کی انہیں پرواہ تک نہیں مثلاً قطب ستارہ کی جانب پاؤں پھیلانا یا صرف چارپائی بائیں جانب کو قطب کی طرف ڈالنا اور اس کی طرف منہ کر کے پیشاب وغیرہ کرنا حرام سمجھتے ہیں حالانکہ شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ فقہِ اسلامی میں ہے کہ ہمارے بلاد(شہروں) میں جنوباً شمالاً ہر دو جانب پیشاب وغیرہ اور استنجاء کے لیے بیٹھنا جائز ہے۔اس کے برعکس درجنوں معظّمات کی بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں جبکہ قُطب ستارہ کی عظمت سے ان کی عظمت زائد ہے مثلاً چاند سورج کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا مکروہ ہے چنانچہ 'نورالایضاح' اور اس کی شرح 'مراقی الفلاح' صفحہ ۳۲ میں ہے: وَيُكْرَهُ اِسْتِقْبَالُ عَيْنِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لِأَنَّهُمَا آيَتَانِ عَظِيمَتَانِ [18]

ترجمہ: اور سورج اور چاند کی طرف منہ کر کے پیشاب وغیرہ کرنا مکروہ ہے۔اس لیے کہ وہ دونوں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہت بڑی نشانیاں ہیں، طحطاوی شریف صفحہ ۳۲ میں ہے؛ وَقِيلَ : لِأَجْلِ الْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ مَعَهُمَا كَمَا فِي السِّرَاجِ وَغَيْرِهِ [19]

اور کہا گیا ہے کہ ان دونوں کی طرف پیشاب و استنجاو غیرہ اس لیے مکروہ ہے کہ ان دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہوتے ہیں۔

اور کراہت تحریمی ہے چناچہ طحطاوی شریف صفحہ ۳۲ میں ہے؛ إِطْلَاقُ الْكَرَاهَةِ يَقْتَضِي التَّحرِيمَ [20]

مطلق کہنے سے کراہتِ تحریمی مراد ہے بلکہ قبلہ شریف کی بے ادبی عوام کا عام مشغلہ ہے۔عوام قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانے اور اس کی طرف منہ کر کے پیشاب وغیرہ کرنے کو سخت سے سخت گناہ سمجھتے ہیں۔اور سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہ فعل بھی مکروہ تحریمی ہے لیکن جہاں قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب وغیرہ کرنا مکروہ ہے۔اسی طرح ایسی حالتوں میں اس کی طرف پیٹھ کرنا بھی مکروہ ہے، چنانچہ احادیثِ مقدّسہ میں ہے کہ

إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا [21]

ترجمہ: جب تم بیتُ الخلا میں جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کر کے نہ بیٹھو اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ کرو۔

اسی لئے جمیع فقہاء کرام نے لکھا ہے "وَيُكْرَهُ اِسْتِدْبَارُهَا" قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پیشاب کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

لیکن ہماری عوام عام طور پر پیشاب و استنجا کرتے وقت قبلہ کو پیٹھ کر کے بیٹھتے ہیں الاماشاء اللہ بلکہ حکم ہے کہ اگر سہواً(بھولے سے) قبلہ کی طرف پیٹھ ہو جائے تو اسی حالت میں فوراً سے پیٹھ پھیرے لیکن ہمارے عوام ایسی بیماریوں میں عام طور پر مبتلا ہوتے ہیں اور ایسے وقتوں میں قبلہ کے ادب اور بے ادبی کا خیال تک

---

[18] (مراقي الفلاح ،كتاب الطهارة ،فصل فيما يجوز به الاستنجاء وما يكره به وما يكره فعله، ص27، المكتبة العصرية، الطبعة: الأولى، 1425 هـ 2005م)

[19] (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ،كتاب الطهارة، فصل فيما يجوز به الإستنجاء، ص53، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان، الطبعة: الطبعة الأولى، 1418 هـ 1997م)

[20] ایضاً

[21] (صحيح البخاري، كتاب الصلاة، أبواب استقبال القبلة، باب قبلة أهل المدينة وأهل الشأم والمشرق،155/1، الحديث386، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ / 1993م)

(صحيح مسلم ،كتاب الطهارة، باب الاستطابة،224/1، الحديث388 (264)، دار إحياء الكتب العربية)

بھی نہیں ہوتا۔اسی طرح غسل کرتے وقت کُھلے میدانوں میں ننگے ہو کر نہاتے ہیں اس وقت قبلہ کی طرف منہ پھر جاتا ہے لیکن پرواہ نہیں حالانکہ اس وقت بھی قبلہ کی طرف منہ کا ہونا ممنوع ہے، چناچہ منیۃ المصلی اور اس کی شرح کبیری صفحہ ٤٩ میں ہے؛

"وَأَن لَّا يَستَقبِلَ القِبلَةَ وَقتَ الغُسلِ إِن كَانَت عَورَتُهُ مَكشُوفَةً" [22]

اور یہ کہ کوئی شخص غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اگر اُس کا ستر کھلا ہوا ہو۔وغیرہ وغیرہ۔

شرعی امور بجالانے کے لیے بہت سے ایسے مسائل موجود ہیں کہ اس وقت قبلہ کی طرف پاؤں ہو جانا بجائے جواز کے ،افضل ہے اس کی ایک نظیر مریض کی نماز ہے کہ اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر بہتر یہ ہے کہ پاؤں نہ پھیلائے کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کر لیں تاکہ منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔

چناچہ در مختار صفحہ ١٠٧١ج ١ میں ہے، أَوْ مَاْ مُسْتَلْقِيًا عَلَى ظَهْرِهِ وَرِجْلَاهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ غَيْرَ أَنَّهُ يَنْصِبُ رُكْبَتَيْهِ [23]

اسی طرح 'مراقی الفلاح، طحطاوی، عالمگیری اور فتح القدیر و تمام فقہ کی کتابوں میں ہے اور یہ طریقہ دراصل حدیث شریف سے لیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَى قَفَاهُ [24]

یعنی گویا خود شارع علیہ السلام سے شرعی امر کی ادائیگی کے وقت قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کی اجازت حاصل ہے۔

فائدہ: یاد رہے کہ اگر کسی بندۂ خدا نے قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا بھی دیئے تو گناہ بھی نہیں زیادہ سے زیادہ کراہتِ تنزیہی ہے۔

چناچہ حضرت علامہ ابن العابدین شامی اپنے 'فتاویٰ شامی (ردالمحتار)' صفحہ ٧١٢ ج ١ میں لکھتے ہیں کہ هِيَ كَرَاهَةٌ تَنْزِيهِيَّةٌ [25]

پھر کراہت تنزیہہ کا حاصل صرف اس قدر کہ ترک اولیٰ ہے نہ کہ فعل ناجائز ہو، علماء تصریح فرماتے ہیں کہ یہ کراہت مجامع جواز و اباحت (جائز اور مباح دونوں کو شامل) ہے، جانبِ ترک میں اس کا (مکروہِ تنزیہی کا) وہ مرتبہ ہے جو جہتِ فعل میں مستحب کا، (کیونکہ) مستحب بات کیجئے تو بہتر، نہ کیجئے تو گناہ نہیں (اسی طرح) مکروہِ تنزیہی نہ کیجئے بہتر، کیجئے تو گناہ نہیں۔ [26] **(احکام شریعت صفحہ ج)**

---

[22] (غنية المستملي شرح منية المصلي ,باب فرائض الغسل تحت سنة الغسل, ص 45 ,مكتبه نعمانيه كانسي رود كوئته)

(الحلبي الكبير المسمى (غنية المتملي في شرح منية المصلي لمحمد الكاشغري) ,شرائط الصلاة/الشرط الأول: الطهارة من الحدث, 124/1 ,دار الكتب العلمية, 2020)

[23] (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ,كتاب الصلاة باب: صلاة المريض, ص101, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الأولى, 1423 هـ 2002 م)

ترجمہ::(اگر نمازی کے لیے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنا ممکن ہو) تو وہ اپنی پیٹھ کے بل لیٹ کر اِشارے سے نماز پڑھے اِس طرح کہ اُس کی ٹانگیں قبلہ کی جانب ہوں بغیر اس کے کہ وہ اپنے گھٹنے کھڑے رکھے یعنی گھٹنے کھڑے رکھنا ضروری نہیں ہے۔مدنی

[24] (نصب الراية لأحاديث الهداية, كتاب الصلاة, باب صلاة المريض,176/2, مؤسسة الريان للطباعة والنشر بيروت –لبنان, الطبعة: الأولى, 1418هـ/1997م)

ترجمہ::پس اگر کوئی شخص (کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نماز پڑھنے کی) اِستطاعت نہ رکھے تو وہ اپنی گدی کے یعنی پیٹھ کے بل لیٹ کر نماز پڑھے۔مدنی

[25] (رد المحتار على الدر المختار, كتاب الصلاة, باب صلاة المريض, مصطفى البابي الحلبي, الطبعة: الثانية, 1386 هـ = 1966 م)

ترجمہ:: قبلہ کی جانب پاؤں کرنا مکروہِ تنزیہی ہے۔مدنی

[26] (احکام شریعت ,258/3, أحمد رضا کتب خانہ کراچی, اشاعت جنوری 2009)

اسی موضوع پر اعلٰی حضرت عظیم البرکت شیخ الاسلام و المسلمین امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ، نے ایک کتاب تحریر فرمائی ہے۔[27] بہر حال شرعی امور کی ادائیگی کے وقت اگر قبلہ کی طرف پاؤں ہو جائیں تو گناہ نہیں بلکہ بعض مواقع پر اسے فضیلت کا درجہ حاصل ہو تا ہے۔

زندہ اور مردہ کے بعض احکام میں فرق ہوتا ہے تفصیل کتبِ فقہ میں موجود ہے۔اِس وقت اتنا سمجھنا ضروری ہے کہ موت کے بعد انسان جمیع مکلّفات[28] سے فارغ ہو جاتا ہے البتہ زندہ لوگوں پر اس کے چند حقوق ہوتے ہیں جو زندوں کو ادا کرنے لازمی ہوتے ہیں اگر وہ ادا نہ کریں گے تو گنہگار ہونگے۔ لیکن مُردہ کو اس سے کسی قسم کا سروکار نہ ہو گا, مثلاً: میّت کا نہلانا تمام لوگوں پر فرض کفایہ ہے۔ان میں سے بعض نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہو جائے گا۔ [29] (عالمگیری)

اگر ان میں کسی نے نہ نہلایا تو تمام لوگ گنہگار ہوں گے۔کفن دینا بھی فرض کفایہ ہے [30] (در مختار وغیرہ)

۳۔ نماز جنازہ بھی فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذّمہ ہو گئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گناہ گار ہوا۔ [31] (عامہ کُتب)

٤۔ میّت کو دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے [32] (عالمگیری ردالمختار وغیرہ)

بہر حال مردہ بدست زندہ ہوتا ہے۔اس پر جو امور کیے جاتے ہیں ان کے ذمّہ دار زندہ لوگ ہوتے ہیں اور ان امور کی ادائیگی میں مردہ کو کسی قسم کا تعلق نہیں ہوتا ہے جو کچھ کرنا ہوتا ہے وہ زندوں کو کرنا ہوتا ہے۔

مُردہ کیلئے معاملہ

موت کے بعد میّت کے لیے جو اہم معاملہ ہوتا ہے وہ ہے میّت کا چہرہ قبلہ رُخ کرنا چناچہ:۔ متون و شروح و فتاویٰ کی عام کتابوں میں ہے۔

يُوَجَّهُ الْمُحْتَضَرُ الْقِبْلَةَ عَلَى يَمِينِهِ هُوَ السُّنَّةُ وَجَازَ الِاسْتِلْقَاءُ عَلَى ظَهْرِهِ وَقَدَمَاهُ إلَيْهَا وَهُوَ الْمُعْتَادُ فِي زَمَانِنَا وَلَكِنْ يُرْفَعُ رَأْسُهُ قَلِيلًا لِيَتَوَجَّهَ لِلْقِبْلَةِ [33] (تنویر الابصار مع شرح الدر المختار ص ج)

یعنی انسان پر جب موت کے آثار محسوس ہوں تو دائیں کروٹ لٹایا جائے اور اس کا چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے یہی سنّت ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ اُسے چت لٹایا جائے اور اس کے دونوں قدم قبلہ کی طرف ہوں اور یہی ہمارے (صاحب دُر مختار) زمانہ میں عام مروج ہے لیکن (اس کے سر کے نیچے کوئی چیز رکھ کر) معمولی سا سر اونچا کر دیا جائے تا کہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔

---

27) جمل مجلی ان المکروہ تنزیها لیس بمعصية

28) یہ مکلفۃ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ شریعت کے احکام ہیں جن کا انسان پابند ہو۔

29) (الفتاوى الهندية. الباب الحادي والعشرون في الجنائز وفيه سبعة فصول. الفصل السادس في القبر والدفن والنقل من مكان إلى آخر. 165/1. لمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر)

30) (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار. كتاب الصلاة باب: صلاة الجنازة. ص119. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى. 1423 هـ 2002 م)

31) (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار. كتاب الصلاة باب: صلاة الجنازة. ص119. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى. 1423 هـ 2002 م)

(الفتاوى الهندية. الباب الحادي والعشرون في الجنائز وفيه سبعة فصول الفصل الرابع في حمل الجنازة. 162/1. لمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر)

32) (الفتاوى الهندية. الباب الحادي والعشرون في الجنائز وفيه سبعة فصول. الفصل السادس في القبر والدفن والنقل من مكان إلى آخر. 165/1. لمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر)

(الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار. كتاب الصلاة باب: صلاة الجنازة. ص119. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى. 1423 هـ 2002 م)

33) (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار. كتاب الصلاة باب: صلاة الجنازة. ص116. دار الكتب العلمية – بيروت. الطبعة: الأولى. 1423 هـ 2002 م)

فائدہ: (۱)اس میں غور کیجیے کہ موت کے وقت فقہاء کرام قبلہ کی طرف میّت کے چہرہ پھیرنے کی اہمیت کو مدِ نظر رکھ کر میّت کے پاؤں قبلہ کی طرف کرا رہے ہیں اور صاحب در مختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے فقیہِ امّت اپنے دور اور اپنے علاقہ کا طریقہ یہی بتاتے ہیں۔

(۲)میّت کے قبلہ کی طرف چہرہ پھیرنے کی اہمیت اس مسئلہ سے بھی سمجھیں، فقہ کا ایک مسئلہ ہے کہ ذمیہ [34] کافرہ کو مسلمان کا حمل ٹھہر گیا اب وہ مر گئی اگر بچہ میں جان پڑی گئی تھی تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں علیحدہ دفن کریں تا کہ (مسلمان کا نطفہ ٹھہرا ہوا) بچہ کا منہ کعبہ کی طرف ہو اس لیے طب کے ماہر کو معلوم ہے کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کا منہ ماں کی پیٹھ کی طرف ہوتا ہے۔

چنانچہ در مختار صفحہ ۸۰۵ج ۱ مطبوعہ مصر میں ہے:

كَدَفْنِ ذِمِّيَّةٍ حُبْلَى مِنْ مُسْلِمٍ قَالُوا وَالْأَحْوَطُ دَفْنُهَا عَلَى حِدَةٍ وَيُجْعَلُ ظَهْرُهَا إلَى الْقِبْلَةِ؛ لِأَنَّ وَجْهَ الْوَلَدِ لِظَهْرِهَا [35]

(۳)میّت کو نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان ہو چناچہ عالمگیری صفحہ ۱۰۱ ج ۱ مطبوعہ ہند میں ہے: وَكَيْفِيَّةُ الْوَضْعِ عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِنَا الْوَضْعُ طُولًا كَمَا فِي حَالَةِ الْمَرَضِ إذَا أَرَادَ الصَّلَاةَ بِإِيمَاءٍ وَمِنْهُمْ مَنْ اخْتَارَ الْوَضْعَ كَمَا يُوضَعُ فِي الْقَبْرِ وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يُوضَعُ كَمَا تَيَسَّرَ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ [36]

اقوال

لہذا جہاں پر جہال کا غلبہ ہو اور عالمِ دین ان کو دلائل اور حکمتِ عملی سے نہ سمجھا سکے تو اس وقت میّت کو غسل دیتے وقت ایسے لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں اس وقت قبلہ کی طرف پاؤں کر کے نہ نہلائیں تا کہ جہال اپنی جہالت سے غلط تاثر نہ لیں۔

لیکن اس سے میرا مقصد یہی ہے کہ فقہاء کرام اور علماء اسلام کا مطمع نظر یہ ہے کہ موت کے بعد صرف قبلہ کی طرف میّت کا چہرہ ہو اس کے قبلہ کی طرف پاؤں کا ہونا کچھ مضر (بناوٹی اور گھڑی ہوئی باتیں یا خیالات) نہیں۔اس بہت بڑی داستان کے بعد ان چھ قوائد شرعیہ کو سمجھنے کے بعد صورتِ مسئولہ کے تمام سوالات و جوابات واضح ہو گئے بطریقِ اختصار عرض ہے

سوال نمبر 1 کا جواب۔ عالمگیری ص ۱۰۴ میں ہے: وَفِي حَالَةِ الْمَشْيِ بِالْجِنَازَةِ يُقَدَّمُ الرَّأْسُ ، كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ [37]

یعنی جنازہ لے چلنے میں میّت کا سرہانہ آگے ہونا چاہیئے۔ایسے ہی مضمرات میں ہے۔

سوال نمبر ۲ کا تفصیلی جواب اوراقِ سابقہ میں آچکا ہے۔اعادہ کی ضرورت نہیں جہال کے تمام اوہام باطلہ (غلط نظریات) کو تفصیل سے عرض کر دیا ہے۔

---

[34] وہ کافرہ عورت جو اِسلامی سلطنت میں رہے اور جزیہ (ٹیکس) ادا کرے۔

[35] (الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار ,كتاب الصلاة باب: صلاة الجنازة, ص118, دار الكتب العلمية – بيروت, الطبعة: الأولى, 1423 هـ 2002م)

ترجمہ:: جیسا کہ کسی ایسی ذمیہ عورت کا دفن کرنا جو کسی مسلمان سے حاملہ ہوئی تو فقہاءِ کرام نے فرمایا؛ زیادہ احتیاط یہ ہے کہ اس عورت کو علیحدہ دفن کیا جائے اور اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف کر دی جائے اِس لیے کہ بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اُس کا چہرہ ماں کی پیٹھ کی جانب ہوتا ہے۔ مدنی

[36] (الفتاوى الهندية, الباب الحادي والعشرون في الجنائز وفيه سبعة فصول الفصل الثاني في غسل الميت, 158/1, لمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر)

ترجمہ:: ہمارے بعض اصحابِ (حنفیہ) کے نزدیک غسلِ میت کے لیے لٹانے کی کیفیت یہ ہے کہ اسے لمبائی میں ایسے لٹایا جائے جیسے مریض اشارے سے نماز پڑھنے کی حالت میں لیٹتا ہے۔ جب کہ اُن میں سے بعض نے قبر میں رکھنے کی طرح غسل دینے کے لیے رکھنے کو اِختیار کیا ہے اور صحیح ترین قول یہ ہے کہ جیسے آسانی ہو ویسے ہی تختہ غسل پر رکھا جائے، اِسی طرح ظہیریہ میں لکھا ہوا ہے۔ ش مدنی

[37] (الفتاوى الهندية, الباب الحادي والعشرون في الجنائز وفيه سبعة فصول الفصل الرابع في حمل الجنازة, 162/1, لمطبعة الكبرى الأميرية ببولاق مصر)

سوال نمبر۳ کا جواب ظاہر ہے کہ میّت کی وصیّت کی ادائیگی اُس وقت ضروری ہے جب شرعی اصُول کے مطابق ہو اگر یہ اختراعی (نقصان دینے والا) اور وہمی بات کی وصیّت اور وہ بھی اصول شرع کے منافی ہو تو ادائیگی ضروری نہیں بلکہ اصُول شرع کے مطابق عمل کرنا ہی اس میّت کی بہبُود و فلاح ہے۔

سوال نمبر٤ کا جواب ظاہر ہے کہ جب میّت کا سرہانہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیئے تو پھر سرہانہ پیچھے اور پاؤں آگے کرانا جہالت ہی جہالت ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ صاحب شرعی مسائل سے ناواقف ہیں ان کا یہ عمل نامناسب ہے۔ اگرچہ انہوں نے اس طرح لاعلمی سے غلطی کی ہے لیکن ایسا معاملہ نہیں کہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے۔

خلاصہ!

میّت کو دفنانے کے لیے لے جاتے وقت اس کا سر قبرستان کی طرف ہو اس سے میّت کے پاؤں خواہ قبلہ کی طرف ہوں یا غیر قبلہ کی طرف اور یہ وہم غلط ہے کہ قبلہ کی طرف پاؤں نہ ہوں، اس لیے کہ مرنے کے بعد میّت کے لیے قبلہ کی طرف چہرہ پھیرنا اہم مقصد ہے۔ اور یہ مسائل یعنی قبلہ کی طرف پاؤں نہ ہونا یا قبلہ کی طرف چہرہ پھیرنا نہ فرض ہے اور نہ ہی ایسا ضروری کہ جس سے کفر و نفاق اور انتشار (جدائی) و خلفشار (کھلبلی) پیدا ہو۔

اہلِ علم طبقہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے حلقۂ اثر میں ایسے سُلجھے ہوئے طریقے اور حکمتِ عملی سے مسائل سمجھائیں کہ جس سے عوام میں نفرت کے بجائے محبت اور شریعت مطہرہ سے اُنس و عقیدت اور پیار پیدا ہو۔

حرف آخر!!!

فقیر نے چند دلائل و مسائل عرض کر دیے ہیں جو اہلِ علم کے لیے تحفۃ اور عوام کے لیے خضرِ راہ ثابت ہوں گے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ صاحب زادہ مولانا فیض الحسن قادری مدظلہ کی سعی کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے جنہوں نے دست تعاون بڑھا کر عوام کی رہبری کے لیے یہ رسالہ شائع کرایا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ موصوف کی مساعی جمیلہ قبول فرمائے اور فقیر کے لیے یہ مختصر تحریر توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى وَّاٰلِهٖ وَصَحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

حررہ: الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ،

دار العلوم اہلسنّت جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور

صفر المظفر شب سوموار عند اذان صلوٰۃِ العشاء

کتبہ: سید احمد شاہ تلمیذ محمد شریف گل صاحب۔